حضرت زینبؑ کی سیرت اور کلام میں بصیرت آفرینی

تالیف: علی رضا زنگوئی
ترجمہ: منہال حسین

پوری تاریخ میں رونما ہونے والی اسلامی بیداریاں جناب زینب علیہا السلام کے خطبوں اور حقائق کو اجاگر کرنے کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، آپؑ نے اپنے خطبوں کے ذریعہ فتنوں کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کردیا تھا اور اس طرح اموی حکومت کی نابودی کا مقدمہ فراہم کیا، یہ وہ خطبے ہیں جن میں نفسانی خواہشات کی پیروی کے نقصانات، دین میں بدعتوں کے رواج کو آشکار اور بدعت گزاروں کو رسوا کیا گیا ہے۔

اس مقالہ کے مقدمہ کو حضرت زینب علیہا السلام کی بصیرت آفرینی کے سلسلہ میں رہبر انقلاب اسلامی ایران حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دامت برکاتہ کے نورانی بیان سے مزین کرتے ہیں:

کلام رہبری میں زینبی بصیرت کی توصیف

" جناب زینبؑ" کی شخصیت کی طاقت اور قوت برداشت کو ملاحظہ کریں؛ یہ شخصیت کس قدر طاقتور وشجاع ہے، دو دن پہلے چٹیل میدان میں ان کے بھائی کو، ان کے امام کو، ان کے رہبر کو تمام عزیزوں، جوانوں اور بیٹوں کے ساتھ شہید کردیا گیا، بچوں اور بی بیوں کی ایک تعداد کو اسیر بناکر اونٹوں پر سوار کیا گیا، لوگ تماشا دیکھنے کے لئے اکٹھا ہیں، شور وغل مچا رہے ہیں، بعض نالہ و شیون کر رہے ہیں؛ ایسے نازک حالات میں ناگہاں خورشید زینبی طلوع ہوتا ہے اور وہ اسی لب و لہجہ میں مخاطب ہوتی ہیں جس لہجہ میں ان کے بابا امیر المومنین علی علیہ السلام خطبہ دیا کرتے تھے؛ وہی کلمات، وہی فصاحت و بلاغت، وہی معانی کی گیرائی و گہرائی ہے:

" یا اهل الكوفه: یا اهل الغدر والختل"اے کوفیو! اے دھوکہ دینے والو اور ریاکاری کرنے والو! شاید تم لوگوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ اسلام کے پیروکار اور اہلبیت عصمت و طہارت کے مطیع ہو لیکن اس امتحان میں کس قدر پیچھے رہ گئے ہو!

" هل فيكم الا الصلف والعجب والشنف والكذب و ملق الاماء و غمز الاعداء" (بحار الانوار، ج۴۵، ص۱۶۲) تمہارے کردار اور تمہاری زبانیں دل کے ہمراہ نہیں تھیں۔ غرور میں مبتلا ہوگئے اور یہ سوچ لیا کہ مومن ہو، ابھی بھی انقلابی ہو اور اس وہم میں مبتلا ہوگئے ہو کہ ابھی بھی

امیر المومنینؑ کی پیروی کر رہے ہو؛ جبکہ حقیقت بالکل اس کے خلاف ہے، تم نے ڈٹ کر فتنہ کا مقابلہ نہیں کیا اور خود کو ہلاکت سے دور نہ رکھ سکے۔

" مثلکم کمثل التی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا" تمہاری مثال اس عورت کی ہے جو سوت کاتتی ہے اور اسے کاتنے کے بعد دوبارہ ادھیڑ دیتی ہے، تم نے ماحول کو بنا سمجھے، بصیرت سے عاری، حق و باطل میں تمیز کئے بغیر اپنے کارناموں اور اعمال کو تباہ و برباد کر دیا، تمہارے بڑے بڑے دعوے تھے لیکن ان کا باطن کھوکھلا، سست اور آندھیوں کے مقابلے میں کمزور۔

ایسا محکم کلام، ضمیر کو جھنجھوڑنے والے کلمات، وہ بھی ایسے دشوار حالات میں، جناب زینبؑ نے اس طرح خطاب کیا۔ ایسا نہیں تھا کہ جناب زینب علیہا السلام کے سامنے کچھ لوگ سننے والے بیٹھے ہوں اور آپؑ بھی ایک خطیب کی مانند ان کے سامنے اپنی خطابت کے جوہر دکھا رہی ہوں، نہیں ایسا ہرگز نہیں تھا بلکہ وہ دشمن تھے جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور آپؑ کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے اور کچھ وہ لوگ بھی تھے جو مجہول الحال تھے، یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے جناب مسلمؑ کو ابن زیاد کے حوالے کر دیا تھا، امام حسین علیہ السلام کو خطوط لکھے اور پھر اپنے وعدوں سے پھر گئے، جس دن ابن زیاد کا مقابلہ کرنا چاہئے تھا اس دن انہوں نے اپنے گھروں کی پناہ لی تھی، یہ لوگ کوفہ کے بازار میں اکٹھا تھے، کچھ ایسے بھی وہاں آئے تھے جنہوں نے اپنے نفس کی کمزوری کا ثبوت دیا تھا، اب تماشائی بنے دیکھ رہے ہیں، امیر المومنینؑ کی بیٹی کو دیکھ رہے ہیں، نالہ و شیون کر رہے ہیں، جناب زینبؑ کا سامنا ایسے بے اعتماد اور دھوکے باز لوگوں سے تھا لیکن خوب غور سے ملاحظہ کریں کہ جناب زینبؑ کے تخاطب اور کلام کا انداز کیسا زبردست ہے، یہ تاریخ کی بے مثال خاتون ہیں، یہ کوئی کمزور عورت نہیں بلکہ عورت کو کمزور نہیں سمجھا جاسکتا، یہ ایک مومنہ عورت کا جوہر ہے جو ایسے دشوار اور نازک حالات میں اپنے جوہر کو پیش کر رہی ہے، یہ ایک خاتون ہے جو حقیقت میں ایک نمونۂ عمل ہے، دنیا کے تمام عظیم مردوں اور عورتوں کے لئے اسوہ ہے، اس خاتون نے انقلاب نبوی اور انقلاب علوی کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کو نقصان پہنچانے والے علل واسباب کی نشاندہی کی ہے، فرماتی ہیں: " تم فتنہ کے مقام پر حق کو باطل سے تمیز نہ دے سکے، اپنے وظیفے پر عمل نہ کر سکے، تمہاری اس لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے پیغمبر اکرم ﷺ کے لخت جگر کا سر نیزہ پر سجادیا گیا۔ " یہ وہ لحظات ہیں جن کے ذریعہ جناب زینبؑ کی عظمت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

(ایران کے ہسپتالوں کی مثالی اور بہترین نرسوں اور کارکنوں سے مقام معظم رہبری کا خطاب، ۱۳۸۹/۲/۱ھ ش)

بیداری اسلامی کی موجودہ لہر میں جناب زینبؑ کے تاریخی اور بصیرت افروز کردار کو واضح کرنے کے لئے آپؑ کی سیرت کے تین پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی:

الف: دوستوں کے دلوں کو تسلی دینا

امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور اسیری کے دوران جناب زینبؑ غمزدہ اور اسیروں کی ملجاو مأویٰ تھیں، قتل گاہ کے نشیب سے شہر کوفہ کی تاریک اور تنگ گلیوں تک، ابن زیاد کے دربار سے یزید کے ستم کدہ تک زینبؑ ہر جگہ اسیروں کے لئے فرشتہ نجات بنی رہیں اور اور مسلسل انہیں دلاسے اور دلداری دیتی رہیں، حضرت زینبؑ کی بے مثال بصیرت نے ہر گز اس بات کی اجازت نہیں دی کہ اسیروں کی اسارت ان کے قدم متزلزل کردے، اسیروں اور مظلوموں کو تسلی اور تشفی دے کر یزید اور یزیدیوں کے چہروں پر ایسا وار کیا جس سے وہ پوری طرح بے نقاب ہو گئے۔

عظیم المرتبت جناب زینبؑ حضرت امام سجاد علیہ السلام کی ڈھارس اور محکم مددگار تھیں جیسا کہ آپ فرماتی ہیں: " لا یجزعنک ما تری فواللہ ان ذلک لعھدٌ من رسول اللہ الی جدک وابیک و عمک " (بحار الانوار، ج۴۵، ص۱۷۹)۔اے بھتیجے! اس وقت جو کچھ آپ مشاہدہ کررہے ہیں وہ آپ کو عاجزی پر مجبور نہ کردے، خدا کی قسم! یہ سب کچھ حقیقت میں وہ عہد ہے جسے رسول خدا ﷺ نے آپؑ کے دادا، بابا اور چچا سے لیا تھا۔

عقیلہ بنی ہاشم حمایت اور اطمینان قلبی کا مظاہرہ ابن زیاد کے دربار میں اس وقت پیش کرتی ہیں، جب اس ملعون نے جناب زینبؑ کو توہین آمیز کلمات اور جذبات کو مجروح کردینے والے الفاظ سے اذیت پہنچانا چاہا اور ان کی دل آزاری کے لئے زخموں پر نمک چھڑکتے ہوئے کہنے لگا: دیکھا! خدا نے تمہارے بھائی اور گھر والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ وہ ملعون حقیقت میں کہنا چاہتا تھا: دیکھا! خدا نے تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو کیسی سزا دی؟ جناب زینبؑ جواب دینے میں بالکل ہچکچائی نہیں بلکہ ایسا جواب دیا جو دل کی دنیا میں سکون کی حکمرانی اور تسلیم و رضا کی خبر دے رہا تھا: "مارأیت الا جمیلا" (اللھوف فی قتلی الطفوف، سید ابن طاووس، انتشارات داوری، ص۶۸؛ و زینب کبریٰ من المھد الی اللحد، سید محمد کاظم قزوینی، انتشارات جلال الدین چاپ اول، ۱۴۲۶ھ ق، ص۳۴۸) میں نے اچھائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیکھا۔

یہ نورانی جواب حقیقت میں ابن زیاد کے سر پر ایک ہتھوڑے کا کام کرگیا اور وہ یہ جملہ سن کر بوکھلا کر رہ گیا، پھر جناب زینبؑ سے ہمکلام نہ ہو سکا ادھر دوسری طرف اسیروں اور چاہنے والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ب: دشمنوں کی سرزنش اور تحقیر

فتنے اور ظلم وستم کے پنجے سے رہائی کے لئے جناب زینبؑ کا دوسرا طریقہ دشمنوں کی سرزنش اور تحقیر تھی:

۱۔ پسر مرجانہ: حضرت زینبؑ نے ابن زیاد کے دربار میں جاکر اسے "پسر مرجانہ" کہا۔ (بحار الانوار، ج۴۵، ص۱۳۵؛ وسیرہ پیشوایان، مہدی پیشوائی، مؤسسہ تحقیقاتی امام صادقؑ، قم، چاپ پنجم، ص۱۹۵) یہ لقب عبید اللہ ابن زیاد کے لئے رسواترین اور ذلت بارترین خطاب تھا جس کی وجہ سے اس کے نامشروع اور ناجائز ہونے اور اس کی ماں کی بدکرداری کا راز کھل کر سامنے آگیا اور ابن زیاد کے لرزاں بدن پر ایسا وار کیا جس کو سہہ نہ سکا اور جناب زینبؑ کے قتل کا فرمان دے دیا۔

۲۔ فرزند طلقاء: حضرت زینبؑ نے یزید کو "فرزند طلقاء" کہا، ایک دوسری عبارت میں "خبیث آزاد ہونے والے" (سابق حوالہ، ص۱۳۸)۔ کہا جاسکتا ہے، یہ لقب فتح کی طرف اشارہ ہے، اس لئے کہ جب پیغمبر اکرم ﷺ نے مکہ فتح کرلیا تو بزرگان مکہ جس میں یزید کا دادا ابوسفیان بھی تھا، اسے بھی آزاد کرتے ہوئے فرمایا: "إذهبوا فأنتم الطلقاء" (فروغ ابدیت، آیت اللہ جعفر سبحانی، دفتر تبلیغات اسلامی، چاپ بیست وہشتم، ص۳۳۸)

۳۔ خدا کا دشمن اور دشمن خدا کا بیٹا: حضرت زینبؑ نے یزید کے دربار میں اسے "خدا کا دشمن اور خدا کے دشمن کا بیٹا"! کہہ کر خطاب کیا اور فرمایا خدا کی قسم! تو میری نظر میں اتنا حقیر ہے کہ تیری سرزنش کرنا ضروری نہیں سمجھتی لیکن کیا کروں کہ آنکھوں کا آنسوؤں نے احاطہ کر رکھا ہے اور سینہ میں درد ورنج بھرا ہوا ہے، امام حسینؑ کی شہادت کے بعد شیطانی لشکر ہمیں کوفہ سے گزارتے ہوئے بیوقوفوں کے دربار تک کشاں کشاں پھراتا ہوا لایا ہے تاکہ پیغمبر اکرم ﷺ کے خاندان کی بے حرمتی کی جزا مسلمانوں کے بیت المال سے حاصل کرسکے، جب ان ستمگروں کے ہاتھ ہمارے خون سے رنگین ہوگئے اور ان کے دہن ہمارے گوشت سے بھر گئے اور پاکیزہ ومطہر اجساد کے گرد بھیڑئے منڈلانے لگے تو پھر تجھ جیسے کی سرزنش اور مذمت سے کیا فائدہ؟ (سیرہ پیشوایان، مہدی پیشوایی، ص۲۰۴)

۴۔ فاسق وفاجر: زینبؑ خاندان بنی ہاشم کی ایک دلیر خاتون ہیں؛ اسی لئے کم ظرفوں کے سامنے دہاڑتی ہیں، سرزنش کرتی ہیں، تحقیر کرتی ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتیں، انہیں شمشیر بکف دشمنوں سے کوئی خوف لاحق نہیں، جب ہر طرف جنازے ہی جنازے تھے اور موت کا سایہ تھا، ایسے ہنگام میں جناب زینبؑ فریاد کرتی ہیں کہ کیا تمہارے درمیان کوئی مسلمان نہیں ہے؟ ابن زیاد کے دربار میں اس کی شان و

شوکت کو مد نظر قرار دیئے بغیر ایک طرف کھڑی ہوجاتی ہیں اور اس کو خاطر میں لائے بغیر اس کے سوالوں کا جواب دیتی ہیں، اسے فاسق وفاجر کہہ کر خطاب کرتی ہیں اور فرماتی ہیں:

"الحمد للہ الذی اکرمنا بنبیہ محمد و طھرنا من الرجس تطھیرا انما یفتضح الفاسق و یکذب الفاجر وھو غیرنا" (الارشاد، شیخ مفید، انتشارات بصیرت، قم، ص ۲۴۴؛ وزینب کبری من المھد الی اللحد، سید محمد کاظم قزوینی، ص ۳۴۸)؛ اس خدا کا شکر جس نے حضرت محمد مصطفیٰ کو مبعوث کرکے ہمیں مکرم بنایا اور ناپاکیوں سے دور رکھا، بے شک فاسق رسوا ہوا اور جھوٹ بدکار بولتا ہے اور اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۵۔ بے وقعت اور ناچیز: یزید لعین کے مقابلے میں اس کی بدزبانی اور کرتوتوں کے مقابلے میں حیدری شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جناب زینبؑ فرماتی ہیں:

" لئن جرّت علیّ الدواھی مخاطبتک انی لاستصغر قدرک و استعظم تقریعک و استکبر توبیخک" (بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۴۵، ص ۱۳۴)

اگر زمانے کی ستم ظریفیوں نے مجھے تجھ سے ہم کلام ہونے پر مجبور کردیا ہے تو جان لے کہ میری نگاہوں میں تو نہایت حقیر اور پست ہے لیکن تیری سرزنش کرنا میرے لئے بہت اہم ہے"۔

۶۔ بھیڑیا صفت: عجیب ہے کہ آج انبیاء اور اوصیاء کی پاکیزہ اولاد آزاد ہونے والے پست، پلید، فاسق اور تباہ کاروں کے ہاتھوں قتل ہورہی ہیں، ان کے ہاتھوں سے ہمارے خون ٹپک رہے ہیں اور انہوں نے اپنے دانتوں کو ہمارے گوشتوں میں دھنسا رکھا ہے، جبکہ ان کے ہاتھوں شہید ہونے والے حقیقت میں آج بیابان کے درندوں کا شکار بن گئے ہیں اور ان کے جسم اطہر خاک وخون میں غلطاں ہوکر غبار آلود ہوچکے ہیں، اگر تو نے یہ گمان کرلیا ہے کہ ہم تیری غنیمت ہیں تو عنقریب دیکھ لے گا کہ ہم کس طرح تیرے خسارے اور تباہی کا باعث ہوں گے؛ اس دن جب اعمال کے علاوہ کوئی بھی چیز ہاتھ نہ لگے گی اور خدا اپنے بندوں پر کوئی ستم نہیں کرتا"۔ (سابق حوالہ)

۷۔ شیطان کا گھر: " یہ جو میں تیری وقعت کو ناچیز اور تیری مذمت کو عظیم سمجھتی ہوں اس لئے نہیں ہے کہ اس وقت یہ خطاب تیرے لئے مفید واقع ہوگا بلکہ تو نے مسلمانوں نے کی آنکھوں کو نمناک کیا ہے اور ان کے دلوں کو مجروح کیا ہے، تیری وجہ سے لوگوں کے قلوب سخت ہوگئے ہیں اور روح وجان طغیان پر اتر آئے ہیں اور بدن خدا و پیامبرؐ کی لعنتوں سے لبریز ہوچکے ہیں اور ان کے دلوں میں شیطان نے گھر کرلیا ہے اور ان میں انڈے بچے دے رکھے ہیں"۔ (مذکورہ حوالہ)

ج: لوگوں کے جذبات کو ابھارنا

فتنے سے باہر آنے کے لئے جناب زینب علیہا السلام کی سیرت اور رفتار و گفتار کی رو سے تیسرا قائدانہ اقدام ملاحظہ ہو:

ا۔ گریہ وزاری اور مجلس عزا کو قائم کرنا

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جناب زینب علیہا السلام نے تیزی سے اپنے آپ کو برادر کے جنازۂ اطہر پر پہنچایا اور گریہ و فغاں کرتے ہوئے فرمایا:

" وا أخاه، وا سیداه وا أهل بیتاه، لیت السماء اطبقت علی الارض، ولیت الجبال تدکدکت علی السهل "؛ (بحار الانوار، ج۴۵، ص۵۳) اے کاش ! آسمان زمین پر گر پڑتا، اے کاش ! پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور بیابانوں میں بکھر جاتے "۔

اور جب شمر ملعون کے کہنے پر اسیروں کے قافلہ کو شہیدوں کے جنازوں کے پاس سے گزارا گیا ہے جناب زینبؑ کی نگاہیں جیسے ہی امام حسین علیہ السلام کے بے سر تن اور شہداء کے پارہ پارہ بدن پر پڑی ہے تو کجاوہ سے خود کو گرادیا، بھائی کے جنازے کے پاس پہنچیں، بدن اطہر کو آغوش میں لیا امام حسینؑ کے بے سر گلے کا بوسہ لیا اور فرمایا:

" یا اخی لو خیرت بین الرحیل والمقام عندک لأخترت المقام عندک ولو أن السباع تاکل من لحمی "(معالی السبطین فی احوال الحسنؑ والحسینؑ، محمد مہدی حائری، قم، سن اشاعت ۱۳۸۳، شمسی ج۲، ص۵۵) میرے بھائی! اگر مجھے آپؑ کی قبر پر اقامت اور مدینہ جانے کے درمیان مخیّر کر دیا جاتا تو میں یقینا آپؑ کے پاس سکونت اختیار کرلیتی، گرچہ میرے بدن کو بیابان کے درندے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے "۔

بعض مقاتل میں وارد ہوا ہے کہ اس کے بعد مدینہ کی طرف رخ کرکے فرمایا:

" وامحمداه، صلی علیک ملائکة السماء هذا حسین بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الاعضاء، واثکلاه و بناتک سبایا، الی الله المشتکی والی محمد المصطفیٰ والی علی المرتضیٰ والی فاطمة الزهراء والی حمزة سید الشهداء وا محمداه، و هذا حسین بالعراء، تسفی علیه ریح الصباء، قتیل اولاد البغایا، وا حزناه وا کرباه علیک یا ابا عبد الله ، الیوم مات جدی رسول الله یا اصحاب محمد، هٰؤلاء ذریة المصطفیٰ یساقُون سَوقَ السبایا "۔ (کامل ابن اثیر، علی ابن محمد ابن اثیر، انتشارات اساطیر، ۱۳۸۵ش، ج۴، ص۸۴)

" ہائے نانا! آپ پر آسمان کے ملائکہ کا دائمی درود و سلام ہو، یہ حسینؑ ہے جو عریاں اور خون میں غلطاں ہے اور جسم اطہر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے، ہائے مصیبت ! آپؐ کی بیٹیاں اسیر بنالی گئی ہیں، میں

خدا، محمد مصطفیٰ، علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا، سید الشہدا جناب حمزہ علیہم السلام کی خدمت میں شکایت پیش کرتی ہوں ، ہائے نانا! یہ حسینؑ ہے جو بیابان میں پڑا ہوا ہے اور اس سے باد صبا گذر رہی ہے ، اسے زنازادوں نے شہید کر دیا ہے، کیا مصیبت کی گھڑی ہے !آج میرے نانا رسول اللہ وفات پا گئے ،اصحاب رسول اللہؐ کہاں ہو؟ اس وقت محمد مصطفیٰ کی ذریت کو اسیر بنا کر لے جایا جارہا ہے"۔

راوی کہتا ہے : جناب زینب علیہا السلام نے اس طرح گریہ کیا کہ " فابکت کل عدو و صدیق" (سابق حوالہ، ص ۸۴) خدا کی قسم ! اس طرح گریہ کیا کہ دوست و دشمن سبھی رو پڑے۔

جناب زینب علیہا السلام کے حکیمانہ اور مدبرانہ کاموں میں سے ایک کام مجالس کے برپا کرنے کا اقدام تھا، آپؑ نے ملک شام اور مدینہ میں عزاداری کی ملک شام سے نکلتے وقت محملوں کو سیاہ کرنے کا حکم دیا: " محملوں کو سیاہ پوش کردو تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ہم فرزندان زہراؑء سے شہید ہونے والوں کے سوگوار وماتم دار ہیں"۔ (ریاحین الشریعہ، ذبیح اللہ محلاتی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ج ۳، ص ۱۹۷) گرچہ دشمنوں کی نگاہوں میں یہ تمام کام اہمیت نہیں رکھتے تھے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہی امور اسلامی بیداری کا مقدمہ بنے اوران کاموں نے یزیدیوں کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا، جب تک جناب زینبؑ مقام شام میں اقامت پذیر رہیں، محلّہ "دار الحجارۃ" میں عزاداری کرتی رہیں اور اس طرح گریہ وزاری اور آہ و فغاں کیا کہ اس عزاداری میں شرکت کرنے والوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یزید کے محل پر حملہ کرکے اسے قتل کر دیں"۔ (خصائص زینبیہ، سید نور الدین جزائری، انتشارات مسجد جمکران، قم، چاپ اول، ص ۶۹۲)

اسی طرح جب جناب زینبؑ کی بصیرت اور حکمت عملی کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ جناب زینبؑ ہزاروں رنج والم اٹھانے کے بعد جب مدینہ واپس لوٹی ہیں تو بیت الشرف میں اپنے بھائی اور بقیہ اعزاء واقارب کے لئے فرش عزا بچھائی۔ تاریخ لکھتی ہے کہ مدینہ کی عورتیں ٹکڑیاں بنا کر ہر روز بی بی کی خدمت میں پہنچتیں اور پُرسہ دے کر حسینؑ مظلوم پر گریہ وزاری کرتیں، یہاں تک کہ مختلف قبائل اور عشائر کی عورتوں نے کربلا کے شہیدوں کا انتقام لینے کے لئے قیام بھی کیا۔(حضرت زینبؑ کبریٰ، حسین عماد زادہ، انتشارات محمدؐ، تہران، ص ۱۵۰)۔

۲۔ تقریر وخطابت

جب اسیروں کا قافلہ کوفہ پہنچا، کوفے کے زن و مرد اور بچے سڑکوں پر نکل آئے تاکہ اسیروں کے قافلہ کے تماشائی بن سکیں، جناب زینبؑ نے اپنے بابا علی مرتضیٰؑ کے انداز میں نہایت فصاحت و بلاغت اور شجاعت حیدری کا مظاہرہ کرتے ہوئے منبر خطابت سے خطبہ دینا شروع کیا:

"ساری تعریفیں خدا سے مخصوص ہیں، میرے بابا محمد اور پاک و پاکیزہ اہلبیتؑ اور اس کی منتخب ہستیوں پر درود وسلام ہو، اے کوفہ والو! اے دھوکہ دینے والو! تمہاری آنکھیں ہر گز آنسوؤں سے خالی نہ رہیں، تمہارے آہ و نالہ ہر گز سینوں سے منقطع نہ ہونے پائیں، تمہاری مثال اس عورت کی ہے جو سوت کاتنے کے بعد اسے دوبارہ ادھیڑ دیتی ہے، نہ تمہارے عہد و پیمان پر بھروسہ ہے اور نہ تمہاری قسموں کا کوئی اعتبار ہے، تمہارے پاس اپنی تعریف و تمجید، کنیزوں کی طرح چاپلوسی اور پشت پردہ دشمنوں سے گٹھ جوڑ اور ساز باز کے علاوہ اور کیا ہے؟ تمہاری مثال اس سبزہ کی ہے جو گندگی پر اگا ہو اور اس خزانہ کی مثال رکھتے ہو جسے کسی مردے کے ساتھ دفن کر دیا گیا ہو، تم نے آخرت کے لئے کتنا ہی برا توشہ مہیا کیا ہے، خدا کے غضب اور عذاب دوزخ کے خوف سے رو رہے ہو؟! ہاں! خوب روؤ کہ یقیناً رونا تمہارا مقدر ہے! زیادہ روؤ اور کم ہنسو! تم نے جو رسوائی اور ذلت اپنے نام کی ہے، اس پر کیوں نہ روؤ؟ یہ وہ ذلت ہے جسے کوئی بھی چیز مٹا نہیں سکتی، اس سے بڑی ذلت اور رسوائی کیا ہو سکتی ہے کہ تم نے اپنے پیغمبرؐ کے بیٹے اور جنت کے جوانوں کے سردار کو شہید کر ڈالا؟! جبکہ وہ تمہارے راستوں کا چراغ اور تمہارے برے ایام کے یاور و مددگار تھے، مر جاؤ! شرم سے سروں کو جھکا لو! تم نے تو ایک لمحہ میں اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر دیا اور اس کے عوض تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا، اب اس کے بعد ذلت و رسوائی کے عالم میں زندگی کے ایام کاٹو، اس لئے کہ تم نے خدا کے غضب کو خرید لیا ہے، تم نے ایسا کام کیا ہے جس سے نزدیک ہے کہ تم پر آسمان پھٹ پڑے اور زمین دو نیم ہو جائے، تمہیں کچھ معلوم ہے کہ تم نے کس کا خون بہایا ہے؟ تمہیں کچھ معلوم ہے کہ کن عورتوں اور بچوں کو اسیر بنا کر اپنے شہر اور کوچہ و بازار میں لائے ہو؟ تم نے رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر کو شہید کیا؟! کتنا ہی برا اور احمقانہ کام کیا ہے؟! یہ ایسی برائی ہے جو پوری دنیا میں پھیل چکی ہے، کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے کہ آسمان سے خون کے قطرے برس رہے ہیں؟! لیکن تمہیں یاد رہے کہ آخرت کا عذاب بہت خطرناک ہوگا، اگر اس وقت خدا تمہیں تمہارے کرتوتوں کی سزا نہیں دے رہا ہے تو آسودہ خیال نہ ہو جانا، خدا تمہارے کئے کی سزا اتنی جلدی نہیں دے گا لیکن مظلوموں کے خون کو بھی رائگاں و برباد جانے نہیں دے گا، خدا کے یہاں ہر چیز کا حساب و کتاب ہے"۔ (سیرہ پیشوایان، مہدی پیشوایی، ص ۱۹۰)۔

جناب زینبؑ نے اپنے ولولہ انگیز خطبے سے لوگوں کے احساسات وجذبات کو مغلوب کر دیا اور پورے ماحول کو بدل دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوفہ والے زار و قطار اور دہاڑیں مار کر رونے لگے، عورتوں نے اپنے بال بکھیر دیئے، لوگ افسوس اور حسرت سے اپنی انگلیوں کو چبانے لگے اور سر و صورت پر خاک ملنے لگے۔